

# پاکستان کی نظریاتی اساس - دعوے اور عمل

محمد نواز - ایم۔ اے

پاکستان کا قیام تاریخ عالم میں معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تاریخ و سیاست کا کوئی طالب علم اس بات کی توجیہ پیش نہیں کر سکتا کہ برصغیر کے مسلمان نسل و زبان کے اختلاف کے باوجود کیونکر متحد ہوئے اور برصغیر کے دو کٹنرے جزائیاں بعد کے باوجود باہم مل کر ایک ملک کیسے بنے۔ دنیا میں قومیں رنگ، نسل، زبان اور وطن کی بنیاد پر وجود میں آتی رہی ہیں لیکن متحدہ ہندوستان کے مسلمانوں نے ان میں سے کسی بنیاد کو قبول نہ کیا۔ انہوں نے رنگ و نسل اور زبان و وطن کی قیود کو توڑ کر انگریز اور ہندو کی مخالفت کے علی الرغم خالصتاً نظریاتی اساس پر پہلے اپنا قومی شخص قائم کیا اور پھر اسی بنیاد پر پاکستان جیسی عظیم مملکت حاصل کی۔

اس تاریخی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اگر نظریہ کی طاقت پشت پر نہ ہوتی تو نہ محمد علی جناح قائد اعظم بن سکتے، نہ مسلم لیگ کو مسلمانوں میں کوئی قابل قدر مقام حاصل ہوتا اور نہ پاکستان ہی کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر ہوتا۔ پاکستان کو نہ تو کسی فوج نے فتح کر کے حاصل کیا تھا۔ اور نہ یہ کسی قوم کی مادی قوت کے بل بوتے پر قائم ہوا تھا بلکہ معاشی اعتبار سے انتہائی قلت اشخاص اور عسکری لحاظ سے مقابلتاً ایک کمزور قوم نے محض نظریہ اور نصب العین کی طاقت سے یہ ملک حاصل کیا۔ مادی ساز و سامان کے بالمقابل ایک عظیم نظریہ نے اپنی قوت کا بھرپور مظاہرہ کیا اور یہ بات صفحہ تاریخ پر ثبت کر دی کہ تاریخ میں فیصلہ کن انقلابی عامل مادی نہیں بلکہ نظریاتی ہوتا ہے۔ نظریہ افراد میں آہنی عزم و ارادہ جیسی ناقابل کنخی قوت پیدا کرتا ہے، نظریہ ہی قوموں کی تخلیق اور قوت کا سبب بنتا ہے۔ جس طرح بجلی کی ترو بے جان تاروں کو توانائی بخشتی ہے اسی طرح نظریہ افراد اور قوموں میں جہاں گیری اور جہاں آرائی کی قوت و صلاحیت پیدا کرتا ہے اور یہ نظریہ ہی کا فیض تھا کہ جس نے

پہلے برصغیر کے منتشر اور کمزور مسلمانوں کو ایک بڑے سیاسی پلیٹ فارم پر جمع کر کے انہیں متحد کیا اور پھر انہیں انگریز اور ہندو کی متحدرہ قوت سے ٹکرانے اور اسے شکست دے کر پاکستان جیسی عظیم مملکت حاصل کرنے کے قابل بنایا۔

وہ نظریہ کیا تھا جس نے برصغیر کے مسلمانوں میں یہ حیرت انگیز طاقت پیدا کی تھی؟ اس نظریہ کی وضاحت سب سے پہلے کیمبرج یونیورسٹی کے ایک مسلمان طالب علم جو بدری رحمت علی نے ان الفاظ میں کی تھی:

”ہیں اس باب میں کوئی غلطی نہ کرنا چاہیے، یہ مسئلہ ابھی طے کیا جائے ورنہ کہیں طے نہ ہوگا۔ یا تو ہم زندہ رہیں گے یا دائمی طور پر ختم ہو جائیں گے ہمارا مستقبل دیوتاؤں کے ہاتھ میں نہیں خود ہمارے ہاتھ میں ہے۔ بشرطیکہ ہم اپنے عقیدے پر ثابت قدم رہیں۔ صرف ہم ہی اپنا مستقبل سنبھال سکتے ہیں اور ہم ہی اسے تباہ کر سکتے ہیں۔ گذشتہ ایک صدی کی تاریخ ایک انتباہ ہے اور یہ انتباہ نہایت واضح ہے۔ کیا ہمارے متعلق یہ کہا جاوے گا کہ ہم نے تنبیہوں کو نظر انداز کر دیا۔ وفاقی ہند کی خاطر اپنی قیمتی قومیت سے غداری کے مرتکب ہوئے اور پورے برصغیر میں اپنے اسلامی ورثے کو..... تباہ کر دیا۔“

علامہ اقبال رحمہ اللہ علیہ نے پاکستان کی نظریاتی اساس کی واضح طور پر نشاندہی فرمائی تھی۔ انہوں نے اپنے ایک مکتوب میں ایک آزاد مسلم ریاست کی ضرورت کا احساس دلانے ہوئے قائد اعظم مرحوم کو لکھا تھا کہ:

”لیگ کے سارے مستقبل کا انحصار اس امر پر ہے کہ وہ مسلمانوں کو افلاس سے نجات دلانے کے لیے کیا کوشش کرتی ہے۔ اگر لیگ کی طرف سے مسلمانوں کے افلاس کی اس مصیبت سے نجات لانے کی کوشش نہ کی گئی تو عام مسلمان پہلے کی طرح اب بھی اس سے بے تعلق رہیں گے۔ خوش قسمتی سے اسلامی قانون کے نفاذ اور جدید تصورات کے پیش نظر اس کے (یعنی اسلامی شریعت کے) مزید ارتقاء میں اس مسئلہ کا حل موجود ہے اور اسلامی قوانین کے طویل اور محتاط مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اگر اسلامی قانون پوری طرح سمجھ کر نافذ کیا جائے تو کم از کم ہر شخص کو زندگی بسر کرنے کے حق کی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن اس ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ اور اس کا ارتقاء

ایک یا ایک سے زائد مسلم ممالک کے قیام کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

”ان مسائل کو مسلم ہندوستان میں حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ملک کو از سر نو تقسیم کیا جائے اور ایک یا ایک سے زائد ایسی مملکتیں قائم کی جائیں جہاں مسلمانوں کی کامل اکثریت ہو۔“  
کاٹھلیسی علمائے ”وطنی قومیت“ کے تصور پر تنقید کرتے ہوئے علامہ اقبال فرماتے ہیں:-

”نظریہ وطنی ایک معنی میں وہی حقیقت رکھتا ہے جو قادیانی افکار میں انکارِ حقیقت کا نظریہ وطنیت کے حامی بالفاظ دیگر کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے لیے ضروری ہے کہ وقت کا مجبور یوں کے سامنے ہتھیار ڈال کر اپنی حیثیت کے علاوہ جس کو قانونِ الہی ابدالاً باذاتک منغیب اور متشکل کر چکا ہے کوئی اور حیثیت بھی اختیار کرے۔ جس طرح قادیانی نظریہ ایک جدید نبوت کے اختراع سے قادیانی افکار کو ایک ایسی راہ پر ڈال دیتا ہے کہ اس کی انتہا نبوتِ محویہ کے کامل اور اکل ہونے سے انکار کی راہ کھولتا ہے۔“

بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم نے تقسیم ملک سے قبل نظریہ پاکستان کی ان الفاظ میں وضاحت کی تھی:-

”ہمارے وجود کی اساس اسلام ہے۔ ہم ایک ہیں اور ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے آگے بڑھنا چاہیے، یہی صورت ہے جس سے ہم پاکستان کو قائم رکھ سکتے ہیں۔“ (مارچ ۱۹۴۷ء)  
”پاکستان کا منشاء و مقصد صرف آزادی اور خود مختاری نہیں بلکہ اسلامی نظریہ ہے جو ایک بیش بہا عطیے اور خزانے کی حیثیت سے ہم تک پہنچتا ہے جس کو ہمیں قائم اور برقرار رکھنا ہے اور جس کی بابت ہمیں توقع ہے کہ دوسرے بھی اس سے متمع ہوں گے۔“ (جون ۱۹۴۵ء)

”مسلمان پاکستان کا مطالبہ کرتے ہیں تاکہ وہ اپنے منابطہ حیات، اپنی روایات اور اسلامی قوانین کے مطابق حکومت کر سکیں جو ہمیں خود مختاری حاصل کرنے کے لیے آگے بڑھانے ہیں۔“  
(نومبر ۱۹۴۷ء)

”لیگ اس بات کی دعوہ یا ہے کہ ہندوستان کے ان علاقوں میں جہاں مسلمان تعداد کے لحاظ سے اکثریت میں ہیں۔ ایسی مملکت قائم کریں جہاں وہ اسلامی قوانین کے تحت حکومت کر سکیں۔“

(دسمبر ۱۹۴۰ء)

تحریک پاکستان کی اس نظریاتی اساس پر سرظفر اللہ خاں قادیانی نے ان الفاظ میں تبصرہ کیا تھا:

”جہاں تک ہم نے غور کیا ہے یہ اسکیم ناقابل عمل، موہوم، بے بنیاد اور خام خیال معلوم ہوتی ہے۔ اس کا مقصد محض صوبوں کا دفاع بنانا ہے۔“

بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ قائد اعظم کے یہ اعلانات محض سیاسی حکمت عملی کا درجہ رکھتے ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد وہ اپنے موقف پر قائم نہ رہے تھے اور پاکستان میں اسلامی حکومت کے قیام کے حق میں نہ تھے۔ قائد اعظم مرحوم کے بارے میں جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں وہ دراصل ان کی عظمت کو کم کرتے ہیں۔ کیا ان کے بارے میں یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ سادہی عمر تو وہ مسلمانوں کو ایک واضح نصب العین کی طرف جلاتے رہے۔ اور اس نصب العین کی خاطر ان سے قربانیاں طلب کرتے رہے لیکن جب ملک حاصل ہو گیا تو وہ خود اپنے اس نصب العین ہی سے منحرف ہو گئے۔ یہ بات کسی شاطر شخص کے بارے میں تو کہی جاسکتی ہے، لیکن کسی دیانت دار، با اصول اور صاحب کردار شخص سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ جو لوگ اس بات کو قائد اعظم سے فسوب کرتے ہیں وہ دراصل خود قائد اعظم مرحوم کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ قائد اعظم مرحوم نہ صرف قیام پاکستان سے قبل بلکہ اس کے بعد بھی بڑی مضبوطی سے اپنے موقف پر قائم رہے اور بڑی شد و مد کے ساتھ اسے بار بار دہراتے رہے۔ اس سلسلے میں ان کی تقاریر کے چند اقتباسات ملاحظہ ہوں:

”قیام پاکستان کے لیے ہم گزشتہ دس سال سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آج وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اپنے لیے مملکت قائم کرنا ہی ہمارا مقصد نہیں تھا بلکہ یہ ذریعہ مقاصد حصول مقصد کا۔ خیال تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت ہوں جہاں اسلام کے عدل و مساوات کو آزادی سے برسر عمل لانے کا موقع حاصل ہو۔“

۱۰ رئیس احمد جعفری، خطبات قائد اعظم صفحہ ۵۸۵

۱۱ شریف الدین پیرزادہ - پاکستان منزل بر منزل صفحہ ۱۰۴

۱۲ ماہنامہ طلوع اسلام کراچی مئی ۱۹۴۷ء

”پاکستان اسلامی اسٹیٹ ہے اور ہم نے تہمید کر لیا ہے کہ وہ ان اصولوں پر قائم ہو جو ہمیں اسلام نے دیئے ہیں۔“

”میرے خیال میں مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل قرآن حکیم نے فیصلہ کر دیا ہے..... اس بات کے کہنے کی ضرورت نہیں کہ قانون بنانے والی جماعت جس میں بہت زیادہ اکثریت مسلمانوں کی ہو، پاکستان کے لیے ایسے قانون بنا سکے گی جو اسلامی قانون کے خلاف ہوں اور یہ پاکستانی غیر اسلامی قانون پر عمل کر سکیں گے۔“

”وہ صرف یہی نہیں کہ ہم میں سے اکثر مسلمان ہیں بلکہ ہماری تاریخ ہے، اپنے رسم و رواج ہیں اپنی روایات ہیں، اپنا انداز فکر ہے اور اپنا مخصوص رجحان ہے جس سے احساس قومیت پیدا ہوتا ہے۔ ہماری تناسخ ہے کہ ہم سکون کے ساتھ اپنے انداز پر مستقبل کی صورت گیری کریں اور دنیا کے معاملات میں اپنے حق کے مطابق حصہ لیں۔“

”اس احکیم کے پیش کرنے میں بنیادی اصول میرے پیش نظر تھا یعنی اسلامی جمہوریت کا اصول۔ میرا یہ ایمان ہے کہ ہماری نجات اسی میں مضمر ہے کہ ہم ان پیش ہوا اصولوں کی پیروی کریں جو ہمارے غلبیم المرتبت قانون دہندہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے وضع فرمائے تھے۔ ایسے ہم اپنی جمہوریت کی اساس سچے اسلامی تصورات اور اصولوں پر قائم کریں۔ ہمارے اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے امور حکومت باہمی مشوروں سے طے کریں۔“

یہ تھادہ نظریہ پاکستان جسے قائد اعظم نے بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا تھا۔ جس کی دعوت پر بضعیر کے مسلمان جمع ہوئے تھے۔

قیام پاکستان کے بعد ہر دور کے مسلمانوں اور سیاسی رہنماؤں نے قوم کے سامنے اسی نظریہ کو بڑی وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ لیاقت علی خاں مرحوم نے اس نظریہ پر جن الفاظ میں روشنی ڈالی وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۲۵ روزنامہ امروز کراچی ۱۲ دسمبر ۱۹۵۷ء

۱۳ پروفیسر خورشید - پاکستان میں آئین کی تدوین - ص ۷۱ -

۱۴ تا ۱۵ پروفیسر خورشید احمد - پاکستان میں آئین کی تدوین ص ۱۰۹ -

”پاکستان اس عزم کے لیے قائم کیا گیا تھا کہ دنیا کو اسلامی اصولوں پر قائم ریاست کا نمونہ دکھایا جائے۔“

”جہاں تک لوگوں کی امنگ کا تعلق ہے کہ پاکستان میں اسلامی اصولوں کے مطابقت میں حکومت چلائی جائے۔ اس کے لیے دستور ساز اسمبلی کی پاس کردہ قرارداد مقاصد کا فیضان ہے۔ میرا ایمان ہے کہ اگر ہم نے پاکستان میں اسلامی حکومت قائم نہ کی تو پاکستان زندہ نہیں رہ سکے گا..... ہم دنیا کو یہ دکھانے کا ذمہ رکھتے ہیں کہ فقط اسلام ہی وہ اصول زندگی ہے جو دنیا کے موجودہ مسائل کا خاتمہ کر سکتا ہے۔“

”پاکستان میں ایک اور صرف ایک ہی آئندہ رکھتا ہے اور وہ آرزو ہے خدمتِ اسلام اور خدمتِ بنی نوع انسان..... میرا یہ محکم یقین ہے کہ آج دنیا جن مشکل مسائل سے دوچار ہے ان کو صرف اسلام ہی حل کر سکتا ہے۔ کیونکہ اسلام انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک کو مذہب اور دوسرے کو دنیا کے حوالے نہیں کرتا وہ اپنے پیروں کی پوری زندگی انفرادی ہو یا اجتماعی..... اپنے احاطہ میں لیے ہوئے ہے..... وہ ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ اپنے آپ کو پورے طور پر خدا کے حوالے کر دینا اس کی تعلیم ہے۔“

”ہم نے مسلمان عوام سے جو وعدہ کیا تھا۔ اب ہمیں اُسے پورا کرنا ہے اور ایک ایسی حکومت قائم کرنا ہے جس کا نصب العین سچا اسلامی نصب العین ہو..... دنیا کو آج اسلام کی ضرورت ہے۔“

لیاقت علی خاں مرحوم نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی سے قرارداد مقاصد پاس کرائی۔ اس قرارداد مقاصد نے پاکستان کی نوا آئیدہ مملکت کو اسلامی ریاست کا درجہ دیا۔ اس کے پاس ہو جانے کے بعد ملک کے تمام اسلام دوست حلقوں نے پاکستان کو مسجد کی مانند محترم قرار دیا اور بیرون ملک کے

۱۹۴۹ء ۲۵ فروری ۱۹۴۹ء

۱۹۴۹ء ۲۶ نومبر ۱۹۴۹ء

۱۹۴۹ء ۱۹ دسمبر ۱۹۴۹ء

۱۹۵۰ء ۸ جنوری ۱۹۵۰ء

مسلمانوں نے خوشی منائی۔ انڈیشیا کی خواتین نے روز سے رکھے اور مصر کے نوجوانوں نے نماز شکر ادا کی۔

قرار داد مقاصد واقعہً اس ملک کے مسلمانوں کے اجتماعی ارادے اور آئین کا اظہار تھی۔ اس نے اس بات کی تصدیق کر دی کہ تحریک پاکستان بے مقصد نہ تھی بلکہ اس کا ایک مقصد تھا اور وہ مقصد بھی کوئی معاشی یا مادی نوعیت کا نہ تھا۔

یاقوت علی خان کے بعد خواجہ ناظم الدین مرحوم کی وزارت عظمیٰ کے دور میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں جو دستور کا مسودہ پیش کیا گیا تھا اور جس کے بارے میں یہ اعلان کیا گیا تھا کہ اس مسودہ کو مارچ ۱۹۵۳ء میں آئین کی صورت میں نافذ کر دیا جائے گا۔ اس میں بھی قرار داد مقاصد شامل تھی۔ پھر یہ قرار داد مقاصد ۱۹۵۴ء کے اس آئین میں بھی موجود تھی جسے وزیر اعظم پاکستان محمد علی بوگرہ نے ۲۱ ستمبر ۱۹۵۴ء کو دستور ساز اسمبلی سے پاس کیا تھا اور یہ قرار داد مقاصد ۱۹۵۶ء کے اس آئین میں بھی موجود تھی جسے قوم نے متفقہ طور پر قبول کیا تھا۔

جب ۱۹۵۸ء میں ملک کا دستور ختم کر کے مارشل لاء نافذ کیا گیا تو پاکستان کے چیف جسٹس نے قرار داد مقاصد کی تفسیر کو خلاف قانون قرار دے کر اس کی دستوری اور قانونی حیثیت کو بحال کر دیا تھا۔ چیف جسٹس کے اس فیصلہ کو مارشل لاء کے چیف ایڈمنسٹریٹو صاحب بھی چیلنج نہ کر سکے بلکہ آٹا انہیں یہ کہنا پڑا کہ: ”حقیقت یہ ہے کہ پاکستان کا تصور جو ایک تاریخی، ذہنی اور ولولہ انگیز نظریہ رکھتا تھا وہ نظر یہ ہے جو اسلام نے ہمیں دیا اور جو بیک وقت انسانی، کائناتی، نظر باقی اور عملی اس دنیا کا اور دوسری دنیا کا تھا اس کا تعلق ذل سے بھی تھا اور دماغ سے بھی۔ ایمان سے بھی تھا اور عقل سے بھی، جماعت سے بھی تھا اور افراد سے بھی۔ یہ ہے وہ جہاں سے ہم نے آغاز کیا۔ اور جہاں ہم کھو گئے۔ اب ہمارا یہ کام ہے کہ ان قدروں کو دوبارہ حاصل کریں جو کھو گئی ہیں اور ان کا انفرادی اور اجتماعی طور پر زندگی کی حقیقتوں پر اس طرح اطلاق کریں کہ وہ تیزی سے ترقی کرتی ہوئی سائنس اور فلسفہ کی روشنی برداشت کر سکے۔“

نئے خطبہ تقسیم اسناد پنجاب یونیورسٹی ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء

” اگر ہم اسلام کو سچا دین اور اس کے قوانین کو اٹل قوانین سمجھتے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ عصر حاضر کے تقاضے کبھی اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتے، اسلامی قوانین سے وہی خوفزدہ ہیں جو بندل ہیں۔“

” یاد رکھیے پاکستانی قومیت کی بنیاد اسلام اور محض اسلام ہے۔ اگر ہم نے اسلام کا دامن چھوڑ دیا تو تینا بیٹے ہم میں اور آپ میں کونسا رشتہ باقی رہ جائے گا..... پاکستان اور اسلام لازم و ملزوم ہیں جس قدر جذبہ ایمان ہم میں اُبھرے گا اتنا ہی پاکستان مضبوط ہوگا۔ اور اسلام کو عزت اور سر بلندی نصیب ہوگی۔“

” یہ ملک محض اس لیے حاصل کیا گیا تھا کہ ہم اسلامی لفظ و نگاہ کے تحت اپنی زندگیوں کو خالص اسلامی نظام میں ڈال کر دنیا کے رُوبرُو پیش ہو سکیں، اخلاقی اور روحانی میدان ہیں جہاں گے بڑھنے سے ہم اس ملک کو بام ترقی پر پہنچا سکتے ہیں۔ ہمیں ان وعدوں کو نبھانا ہے جو قیام پاکستان کے موقع پر ہم نے دنیا کے سامنے کیے تھے۔ آؤ! اللہ کا نام لے کر ہم اسلام کی صحیح قدروں پر آگے بڑھیں۔“

مارشل لاء کے ناظم اعلیٰ محمد ایوب خان مرحوم نے ۱۹۶۱ء میں عید الاضحیٰ کے موقع پر قوم

کو جو پیغام دیا تھا وہ یہ تھا:

” اچھی طرح یاد رکھیے کہ دنیا کا کوئی ملک اسلام پر اس قدر انحصار نہیں رکھتا جس قدر پاکستان اگر خدا نخواستہ دوسرے ملک اسلام کی راہ سے منحرف ہونے کا فیصلہ کر لیں تو اس کا انجام اگلی دنیا میں جو ہو گا سو ہو گا۔ کم از کم اس دنیا میں وہ قوموں اور ملتوں کی حیثیت سے باقی نہ رہ سکیں گے مگر پاکستان کا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ہمارا یہ ملک اسلام کے نام پر قائم کیا گیا ہے اور یہی اسی نام سے قائم رہ سکتا ہے۔ ہماری قومی وحدت اور استحکام کے لیے اسلام کے سزا اور کوئی بنیاد

۱؎ خطبہ تقسیم اسناد پنجاب یونیورسٹی ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء۔

۲؎ اقتباس از سرکاری پمفلٹ۔

۳؎ پروفیسر خورشید احمد۔ پاکستان میں آئین کی تدوین ص ۱۴۰ - (۲۵ فروری ۱۹۵۹ء)۔

نہیں اور اپنے نظریہ کے متعلق زبانی جمع خرچ سے یہ قائم نہیں رہ سکتی۔ ہمارے لیے اپنے نظریہ کو اور نہیں تو اپنے وجود کی بقا کے لیے عملی جامہ پہنانا ضروری ہے۔ ہمارے ایمان اور عمل میں جتنی زیادہ ہم آہنگی ہوگی اتنا ہی پاکستان قوی ہوگا۔ اس کے برعکس اگر ہمارے قول اور عمل میں تضاد واقع ہوگا تو اس امر کا ہر وقت اندیشہ ہے کہ پاکستان کی جڑیں کھوکھلی ہو جائیں گی اور پاکستان کا شیرازہ منتشر ہو جائے گا۔ پس دعویٰ اور اخلاقی مقاصد کی خاطر ہمیں تو کم از کم خالص دنیوی اور فادی نقطہ نگاہ سے اپنی بقا کی خاطر ہمارے لیے اس کے سوا چارہ نہیں کہ ہم اپنے مقدس دین کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ رہیں۔

جادوہ جو سرسبز چٹھ کے بولے کتنے زریں نیلا لات تھے اس شخص کے جس نے فوج کی مدد سے اپنی قوم کو اپنا غلام بنایا۔ قوت و طاقت کے بل بوتے پر پورے دس سال تک ملک پر مستطرد اور عملاً پاکستان کی نظریاتی اساس پر پیہم وار کرتا رہا۔

(باقی)

## کراچی میں ماہنامہ ترجمان القرآن

### تفہیم القرآن

ایک ادارہ ترجمان القرآن کی مطبوعات نیز تمام اسلامی کتب کے لیے ہم سے جمع کریں

البدریک کاپوریشن - صدر کوآپریٹیو مارکیٹ - کراچی